

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ
اُوراشدک رضامندی سبک بڑی چھیڑ

R. No 2416 57

L/W 58 NP

رضوان
MONTHLY
LUCKNOW
۳۷ گون روڈ، لکھنؤ

زاد سنہ

یعنی

احادیث صحیحہ کا مجموعہ

ایام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب
ریاض الصالحین کا عام فہم ترجمہ

فرضی حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

حدیث شریف کا ایک چھوٹا سفری کتاب خانہ اور منزلِ احرت

بہترین زاد سفر

Price 13-50

MAKTABA-E-ISLAM
Gwynne Road Lucknow

only cover printed at Sarkar press Aminabad Lucknow

JULY 1978

مسایم خواتین کا دینی ترجمان

۱۳۷

قرآن نامہ رضوان لکھنؤ

بیادگار امة الله تسنیم

۲۵۰۵

۷۰۳۵۲

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

ماہ نامہ

جلد (۲۲) اگست ۱۹۷۸ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ نمبر (۸)

مدیر → محمد ثانی حسینی ← معاونین
امامہ حسینی مہمونی حسینی

فی پریچہ: ایک دہائی

سالانہ چندہ: دس دہائی

ممالک غیر بشمول پاکستان: بحری ڈاک ڈیڑھ پائونڈ

ماہنامہ رضوان کون روٹ لکھنؤ

پاکستان میں تو بیلے زر کا پتہ

جناب سید حسین حسینی وی اے ۱۳/۷ ناظم آباد کراچی پاکستان

بیتناں دیناں دیناں دیناں



نامہ نامہ نامہ نامہ نامہ



نامہ نامہ نامہ نامہ نامہ نامہ

کیا اور کہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۳ محمد ثانی حسنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت ۵ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

حدیث کی روشنی میں ۸ امۃ اللہ التسنیم

نعت ۱۰ سید اظہر حسین اظہر

ذریعہ رمضان کی حکمتیں ۱۱ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸ علامہ سید سلیمان ندوی

ماہ صیام ۲۲ محمد ثانی حسنی

ایک حدیث ۲۳ ناخود

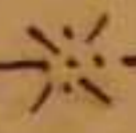
دین کے لئے قربانی ۲۶ سید محمد انس ندوی

اجالاتا اندھیرا ۳۱ بھتیجہ رافع عقیقانی بی اے

غفور مہیاں نے روزہ رکھا ۳۵ تخلص بھوپالی حرم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد ثانی حسنی



حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا عین ایمان ہے جس مسلمان کے دل میں حضورؐ کی محبت نہیں اس میں ایمان نہیں خود ہمارے حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میری محبت اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب حضرات کے دل حضورؐ کی محبت سے معمور تھے وہ حضورؐ کو اپنے نفس سے اپنے والدین سے اپنی اولاد اور اپنی عزیز ترین چیزوں سے بھی زیادہ چاہتے تھے ان کے نزدیک اپنی جان سے زیادہ حضورؐ کی جان، اپنی عزت سے زیادہ حضورؐ کی عزت، اپنے آرام سے زیادہ حضورؐ کا آرام محبوب تھا اس سلسلہ میں سکیرٹوں واقعات کتابوں میں لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور حضورؐ سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

آج ایک ایسی خاتون محترمہ کا واقعہ لکھا جاتا ہے جنہوں نے ایسے وقت بھی جب ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے حضورؐ کو نہ بھلا یا اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ حضورؐ کی سلامتی کے بعد دنیا کی کوئی مصیبت مصیبت نہیں۔

جنگ احد میں ایک ایسا وقت آیا کہ مسلمان تتر بتر ہو گئے اور بہت سے صحابہ کرامؓ شہید

ہو گئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ کو زخم آئے اور ہر کانٹوں نے پھوٹی خبر مشہور کر دی کہ حضور شہید ہو گئے۔ پورے میدان جنگ میں مسلمان بدحواس پھرنے لگے اور حضور کو تلاش کرنے لگے کوئی کہتا کہ جب حضور ہی نہیں تو پھر ہمارے زندہ رہنے سے کیا فائدہ اور وہ بڑا شہید ہو جاتا۔ ہر طرف بدحواسی کا عالم تھا۔ یہ چھوٹی خبر مدینہ منورہ بھی پہنچ گئی، گھروں سے بیٹیاں پریشیاں اور بدحواس ہو کر نکل پڑیں اور میدان جنگ چل پڑا۔ انھیں بیٹیوں میں ایک انصاری خاتون بھی تھیں جو نہایت پریشیاں اور بدحواس تھیں راستہ میں ان کے کسی نے کہا بی بی تمہارے والد شہید ہو گئے صبر کرو انھوں نے اتنا شہ پڑھی اور پوچھا۔ حضور کیسے ہیں کچھ آگے بڑھیں تو معلوم ہوا کہ بھائی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے، دعاء مغفرت کی اور بے تابانہ حضور کی خیریت دریافت کی ابھی دیر نہ ہوئی تھی کہ خبر ملی کہ عزیز شوہر بھی اللہ کی راہ میں کام آگئے۔

یہ تین زبردست حادثے ان پر گزرے مگر ان بی بی کا صبر و تحمل اور عشق رسول دیکھئے کہ ان تینوں زبردست حادثوں پر بھی زندہ بچیں نہ چلائیں نہ کپڑے نوچے نہ آنہ وزاری سے کام لیا بلکہ ان کی زبان کھلی تو یہ کھلی کہ مجھ کو حضور کی خیریت بتلاؤ کسی نے کہا کہ سامنے صحابہ کے جھرمٹ میں حضور تشریف لارہے ہیں۔ وہ خاتون پر دانہ دار بڑھیں اور جب حضور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو ان کی جان میں جان آئی خدا کا شکر ادا کیا اور بے ساختہ بولیں کہ آقا آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت اور تکلیف کم ہے۔

تو سلامت رہے تو پھر سچ ہے سب رنج و الم میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اسے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

عورتوں کی بیعت

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعَنَّكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَجْهِنَّهُنَّ وَلَا يُعْصِبَنَّ فِي مَعْرُوفٍ فَبَا يَعْتَمُنَّ وَاسْتَغْفِرَ لَهُنَّ اللَّهُ طَرَانُ اللَّهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ سورة ممتحنہ ۱۲

ترجمہ ۱۱ اے ہمارے نبی جب آپ کے پاس ہماری ایمان والی بندیاں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان ہون بہتان بنا کے لادیں گی (اور جن اچھے کاموں کا آپ ان کو حکم دیں گے وہ ان کو بجالادیں گی) اور کسی بھی اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو آپ ان کو بیعت کر لیں اور ان کے لئے اپنے اللہ سے بخشش کی دعا کریں اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیعت کی درخواست کرنے والی خواتین کو بیعت کہتے کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ بیعت میں ان سے کن کن باتوں کا عہد و قرار لیا جائے چنانچہ آپ کا دستور یہی تھا کہ بیعت کے وقت

آپ عورتوں سے ان ہی باتوں کا عہد و قرار لیتے تھے بلکہ بسا اوقات بیعت کے وقت یہ پوری آیت تلاوت بھی فرماتے تھے۔

آپ عورتوں کو بیعت عموماً صرف زبانی ہی فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ چادر کا ایک سر حضورؐ نے اپنے دست مبارک میں تھام لیا اور دوسرا سر بیعت کرنیوالی عورت نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور بیعت لے لی گئی۔

بہر حال آپ نے کبھی کسی خاتون کو دست بدست بیعت نہیں فرمایا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق بیعت کے وقت کسی عورت کو اپنا ہاتھ چھونے کا بھی آپ نے موقع نہیں دیا۔

بلکہ بعض صحابیات نے جب آپ سے اس کی درخواست کی کہ ان کو حضورؐ اس کا موقع دیں کہ وہ آپ کے مقدس ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کریں تو آپ نے صاف فرمایا کہ عورتوں کو اس طرح دست بدست بیعت نہیں کیا جاتا ان کا زبان سے عہد کرنا ہی بیعت ہے۔

اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر عورت کو غیر محرم سے ہاتھ ملانے کی دین میں کچھ بھی گنجائش ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابیات کو اس شہرت سے بہرگز محروم نہ رکھتے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے بھی اس کی گنجائش نہ سمجھی تو پھر کس کے لئے اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

بیعت کی اس آیت میں ایک خاص قابل لحاظ نکتہ یہ بھی ہے کہ اسمیں شرکت چوری، زنا وغیرہ گناہوں سے بچنے کو اچھے کاموں کے کرنے اور بجالانے پر مقدم کیا گیا ہے اس میں کھٹلا سوا اشارہ ہے کہ اللہ کی مغفرت و رحمت کا مستحق بننے کی اہم اور مقدم شرط یہ ہے کہ آدمی ان گناہوں سے اپنی حفاظت کرے اور اگر کبھی لغزش ہو جائے تو توبہ و استغفار سے ذریعہ اس کی تلافی کرے۔ اس کے بغیر بڑی سے بڑی عبادت اور

عسکری اپنا پورا اثر نہیں دکھا سکتی۔

محترم بہنو! ہم نے اور آپ نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ نہیں پایا اور ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کرنے کا شرف حاصل نہیں کر سکے، لیکن یہ راستہ ہم سب کے لئے ابھی کھلا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حقیقی پیغمبر ہے اس کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا ایمان تازہ کرتے ہوئے غائبانہ ہی حضورؐ سے بیعت کریں اور اس میں ان سب باتوں کا عہد و قرار کریں جن کا آیت مندرجہ بالا میں ذکر ہے اور جن کا عہد و قرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کے وقت لیا کرتے تھے۔ انشا اللہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا و استغفار میں ہمارا بھی حصہ ہوگا۔ اور
 "إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ" کی بشارت کے ہم بھی مستحق ہوں گے۔

بہارِ نو

بے بنی مانگ

بچوں کے دانت نکلنے
 کی تکلیف بدہمی، دست
 اور عام کمزوریوں کے لئے




دواخانہ طبیبہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

حیث کی روشنی میں

امتہ اللہ تسنیم

مقبول عمل کا وسیلہ مصیبت کے نجات دیتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم سے پہلے تین آدمی (کہیں) روانہ ہوئے۔ راستہ میں شام ہو گئی انھوں نے ایک غار میں پناہ لی جب اس میں داخل ہوئے تو ایک چھتر گر پڑا اور غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا اس چھتر سے کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ ہاں یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کسی عمل کی یاد دلاتے ہوئے پکارو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے تعالیٰ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے اپنی بیوی بچوں کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن میں چارے کی فکر میں دور تک چلا گیا اور راہ میں مجھ کو شام ہوئی جب گھر پہنچا تو ان کو سوتا پایا۔ میں نے برا سمجھا کہ ان کو بے آرام کروں یا ان سے پہلے بیوی بچوں کو دودھ پلاؤں۔ پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی اور بچے میرے پاؤں پر لوٹ رہے تھے۔ میں نے ان کو دودھ پلایا۔ اے اللہ اگر یہ کام میں نے تیری خوشی کے لئے کیا ہے تو اس چھتر کو ہم سے دور کر لیں۔ تھوڑا بچھتر بہت گیا۔

وہ سہ نے کہا اے اللہ تعالیٰ میری ایک سچا زاد بہن تھی وہ مجھ کو بہت محبوب تھی اور روایت میں ہے کہ میں اس کو اتنا چاہتا تھا کہ جیسے کسی مرد کو عورت سے

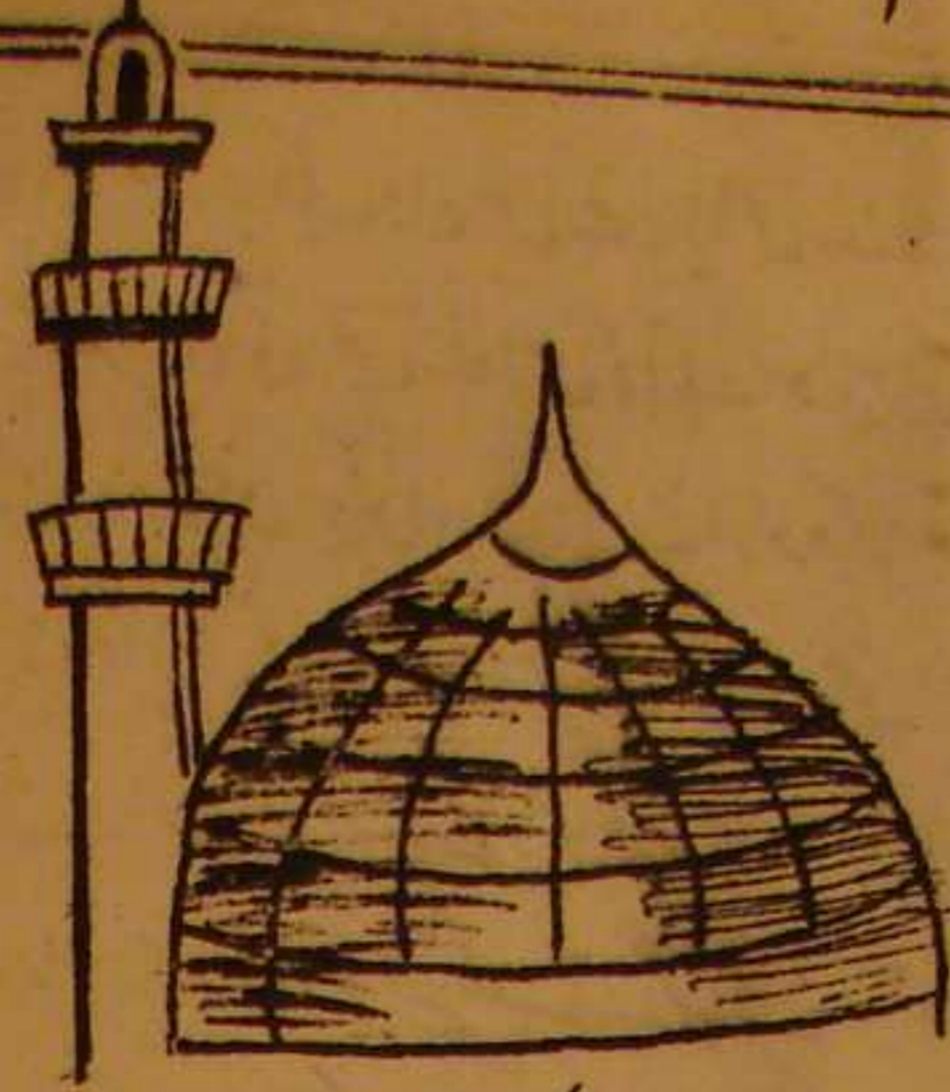
جنت ہو سکتی ہے ایک دن میں نے بلایا اس نے انکار کیا، یہاں تک کہ قحط سے پریشان ہو کر وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے غلبہ میں دے وہ راضی ہو گئی جب میں نے ارادہ کیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر، میں یہ سن کر باز رہا۔ حالانکہ وہ مجھے انتہائی محبوب تھی، پھر میں نے اس سے رو پیہ بھی ڈالیں نہیں لیا۔ اب اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کی خواہش میں کیا ہے تو ہمیں اس مصیبت سے رہائی عطا فرما تو چھتر کھسک گیا مگر اتنا کہ نکل نہیں سکے۔

تیسرے نے کہا اے اللہ میں نے کچھ مزدور کام کے لئے بلائے اور ان کو پوری پوری مزدوری دی۔ سو ایک آدمی کہ وہ چلا گیا تھا، میں نے اس کی مزدوری سے تجارت کی، کچھ عرصہ میں تجارت خوب نفع لائی، ایک دن وہ آیا اور کہا اللہ کے بندے تیری مزدوری دے دیں، میں نے کہا یہ جتنی چیزیں تم دیکھ رہے ہو اونٹ، گائے، بکری، غلام سب بھٹارے ہیں اور بھٹاری مزدوری سے ہیں۔ کہا کیوں مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟ میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا یہ حقیقت ہے تو وہ سب نے کھپا گیا۔ اے اللہ اگر یہ بی بات تجھے پسند آئی ہو تو ہم کو اس تنگی سے نجات عطا فرما پس وہ چھتر بہت گیا اور سب نکل گئے۔

توبہ کے شرائط: علماء کا اتفاق ہے کہ ہر گناہ پر توبہ واجب ہے، اگر گناہ اللہ اور بندے کے درمیان ہو کسی آدمی کے متعلق نہیں ہو تو اس کی تین شرطیں ہیں اول یہ کہ گناہ سے باز آدوسر یہ کہ اپنے فعل پر نادم ہو تیسرے یہ کہ ارادہ کرے کہ گناہ کی طرف کبھی نہ پلٹے گے اگر ان تین شرطوں میں کوئی پوری نہ ہوئی تو توبہ صحیح نہیں ہے اگر گناہ آدمی کے متعلق ہے تو اس کی چار شرطیں ہیں تین تو وہی جو اوپر بیان ہو چکی ہیں چوتھی یہ کہ جس کا جرم کیا ہو اس سے معاف کر دے اگر مال ہو تو اس کو واپس کر دے، اگر ہنرمند وغیرہ کی سزا اس پر واجب ہوتی ہو تو اس کو معاف کر دے یا موقع دے یا غنیمت کی ہے تو اس سے معاف کر لے۔

صفت

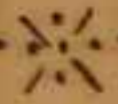
سید اظہر حسین اظہر



تری ثنا میں ہر اکھ موئے تن زباں ہو جائے
 نثار تجھ پہ مرا جسم، میری جہاں ہو جائے
 دلوں کو تیری محبت عسروج اگر دیدے
 یہی جو ڈرے ہیں مل جائیں کہکشاں ہو جائے
 ضیاء کے آگے تری مانند سب مہ و اجسم
 تیری نگاہ سے خارشاک غم و فشاں ہو جائے
 کہاں کہاں تری خوشبوئے پیسیرن پہونچی
 کچھ طرح کہ مہر مشام جاں ہو جائے
 تری حیات نے بخشا ہمیں شعور و سفر
 چو تیری زاہد چلے میرے کارواں ہو جائے
 نوازشات کا تیری کوئی حساب نہ حد
 توجہ جس پہ ہو آسودہ جہاں ہو جائے
 جو تیرے نقش قدم پر چلے تو یہ دنیا
 سنور کے آج بھی ہر صد رشک گلستاں ہو جائے
 نہ پھر کوئی دل اظہر کو آرزو ہوگی
 وہ کاشش تیری محبت کا رازداں ہو جائے

فرضیہ مضان کی حکمتیں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكَيْفَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلوں پر کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو
 اسلام اپنے پیروں کو جس اعتدال، ضبط و انضباط اور روحانیت کے کمال تک
 پہونچانا چاہتا ہے اس کے لئے اس نے دور راستے اختیار کئے ہیں۔
 جو اشیاء اور اعمال انسان کی زندگی میں خود فساد موشی سخت بے اعتدالی، معصیت اور
 ارتکاب جرم کی طرف طبعی میلان بستی اور بے عملی کی طرف مچان اور کشش کی طرف رغبت و دنیا
 کی زندگی کی بڑھی ہوئی ہوس اور فحش و فسق و فجور کا بھران بے حیائی اور بے غیرتی کی ترغیب
 پیدا کرتے ہیں ان سب کو اس نے ابدی طور پر انسان کے لئے ممنوع قرار دیا جس میں عمر کے
 کسی مرحلے زمانے کے کسی اختلاف اور ملک کے مقام کے کسی امتیاز کو دخل نہیں ہے ممنوعات
 کی اس فہرست میں وہ تمام معاصی داخل ہیں جو کبھی انسان کے لئے حلال اور جائز نہیں مثلاً
 شراب، لحم خنزیر، قمار، زنا، مال حرام اور دوسرے معاصی۔
 جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے یا مسلمان سے بولش کو پہونچتا ہے تو وہ ان تمام
 چیزوں سے روزہ رکھ لیتا ہے اس روزے کی ابتدا یا اس زندگی کی صبح صادق ہے۔
 اسلام کے احکام کا مخاطب بن جانا ہے۔ اب اس روزے کا افطار عمر کے قباب کے غروب ہونے
 سے پہلے نہیں ہے، ایک طویل روزہ ہے جو ہر مسلمان کو سفر و حضر میں رکھنا ہوتا ہے اور حالت اضطرار شرعی کے سوا

کوئی استثنا نہیں، شریعت کے مقاصد کے حصول کے لئے اور ان معاصی کو بند کرنے کے لئے جن کا ارتکاب پر تہکیر کیا گیا ہے یہ روزہ لانا ہے۔

ان مخصوص چیزوں کے علاوہ لذت کی تمام چیزیں بشرطیکہ وہ حرمت و کراہیت سے خالی ہوں، مباح اور جائز ہیں ان سے خواہ مخواہ کے لئے رکنا پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھا گیا ہے اور ان حلال چیزوں کو اپنے لئے حرام کر لینا شریعت میں ایک طرح کی کھری دین میں نشہ داور کفران نعمت قرار دیا گیا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِفَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

آپ کہہ دیجئے کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ کی اس زینت اور پاک رزق کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے آپ کہہ دیجئے کہ یہ سب چیزیں ایمان والوں کے لئے دنیا میں بھی ہیں اور آخرت میں

تو مخصوص طور پر۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے کہ کھانا پینا جائز نہیں بلکہ اسراف ناجائز ہے۔

فَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا

پس کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو۔

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان مباحات و لذائذ کا بے قید اور دائمی استعمال لذتوں میں انہماک اکل و شرب کی دائمی آنادی، اس جاہد اعتدال سے انسان کو ہٹا دیتی ہے جس پر دین مسلمان کو دیکھنا چاہتا ہے اس کے رجحانات اور مقاصد زندگی کو بدل دیتی ہے اور بعض اوقات نفس پروری، شکم پروری، ناؤ نوش اور

بیش کوش مقصود زندگی بن جاتا ہے طبیعت میں ایک طرح کی بلاوت اور بے حسی پیدا ہو جاتی ہے ضبط، نفس اور جفاکشی کی قوت باقی نہیں رہتی، تن آسانی تنعم کی

خود پیدا ہو جاتی ہے انسانیت کی روح کھل جاتی ہے اور روحانی جذبات مردہ ہو جاتے ہیں سالہا سال اور بعض اوقات پوری عمر حقیقی روحانی مسرت، سک روحی و دماغ کی

بلاوت اور بے حسی

بے حسی اور جفاکشی کی قوت باقی نہیں رہتی، تن آسانی تنعم کی

خود پیدا ہو جاتی ہے انسانیت کی روح کھل جاتی ہے اور روحانی جذبات مردہ ہو جاتے ہیں سالہا سال اور بعض اوقات پوری عمر حقیقی روحانی مسرت، سک روحی و دماغ کی

بلاوت اور بے حسی

یکسوئی ذکر عبادت میں لگتا جاتا ہے کی جلالت نصیب نہیں ہوتی، بعض لوگوں کو یہ سوں خالی پریٹ ہونے اور اعتدال کی سعادت حاصل نہیں ہوتی اور وہ اس کا مزہ نہیں چکھتے۔

اس اعتدال ضبط نفس اور روحانیت کی قوت کو بڑھانے کے لئے دور استقامت

ایک تقصیل طعام کا راستہ تھا لیکن اس میں دو انقض ہیں۔ ایک، تو اس کا عمومی معیار سب

کے لئے ایک مقدار مقرر کرنا نہایت مشکل ہے اور اس کو لوگوں کی راسخ اور تمیز پر چھوڑنا ہی

و شوارہ کہ اول تو یہ اصول تشریح رائیں سازی کے خلاف ہے دوسرے مذاہب و اخلاق

کی تاریخ میں اس کا تجربہ ہمیشہ ناکام رہا ہے، لوگوں نے اس آزادی اور اختیار کا ہمیشہ غلط

استعمال کیا ہے۔ اور مبہم اور غیر مصلح احکام عملاً بے کار بنے نتیجہ ہو کر رہ گئے (جیسے بہت

سے اخلاقی نصاب اور بدایات، دوسرے اکثر عین تقصیل طعام بہت طباہی کے لئے بالکل

غیر موثر اور بے نتیجہ تدبیر ہے۔

دوسرا راستہ یہ ہے کہ کوئی ایسا طویل وقفہ مقرر کر لیا جائے جس میں کوئی چیز استعمال

نہو۔ یہ طریقہ زیادہ حسنی زیادہ مؤثر اور قوت بہیمیہ کو زیادہ کمزور کرنے والا ہے یہ وقفہ دین

کی اصطلاح میں (صوم) یا روزہ ہے جس کے خاص احکام و شرائط ہیں جو بہت گہرے فطری

اور نفسیاتی اسرار پر مشتمل اور حکم و مصباح پر مشتمل ہیں۔

۱۔ روزہ صبح صادق سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ اگر یہ

وقفہ پورے دن سے کم ہوتا تو اس کا کوئی خاص اثر شعور و طبیعت پر نہ پڑتا تا زندگی

میں ایسے اتفاق ہوتے دیکھتے ہیں کہ کئی کئی وقت کا کھانا مانا غم ہو جاتا ہے۔ اگر محض یہ ہو

کہ دن میں صرف چند گھنٹوں کا روزہ رکھا جائے تو اس کا کوئی خاص احساس اور اصلاحی

اثر نہ پڑے گا اور بہت سے لوگوں کو ایسا معلوم ہو گا کہ گو یا اپنے حساب سے ایک روزہ

ذرا دیر سے کھانا کھا یا۔

۲۔ یہ روزے رمضان کے تیس یا اسی دن رکھنے میں اس لئے کہ ایسے وقفے

سلس ہوں تاکران کے نقوش دیر پا ہوں۔ ایک طویل وقفے سے یہ بہت زیادہ مفید ہے۔
کہ سوازی متعدد متوسط درجے کے وقفے ہوں۔

۳۔ ان وقفوں کی تعداد کا تعین بھی ضروری ہے کہ اس کو مبہم اور غیر معین چھوڑ
دینے سے افراط و تفریط کا اندیشہ ہے بہت سے لوگ بہت مختصر وقتوں سے روزے رکھتے ہیں
اور بہت سے لوگ بہت زیادہ روزے رکھتے اور پھر جب یہ عالم گیر فیضان ہو اور
تشریح عام منصوبہ ہے تو اس میں انتخاب کا حق نہیں رہنا چاہئے۔ تقاضا کہ جو شخص جس
مہینے میں چاہے روزے رکھے۔ اس سے عام طور پر حلیہ جوئی، عذر اور بے عملی کا دروازہ
کھلتا ہے اور گریز کی راہ پیدا ہو جاتی ہے۔ احتساب اور باز پرس کا کوئی موقع نہیں
رہتا۔ وعظ و نصیحت امر بالمعروف نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے جس شخص سے
کسی ذمہ بھی اس بارے میں گفتگو کی جائے وہ نہ کہہ کر مٹھتا ہے نہ کہہ سکتا ہے کہ میرا معمول
فلاں مہینے میں ہے۔ اور اس کا کوئی جواب نہیں اس طرح رفتہ رفتہ اس چیز کا رواج مٹ
جائے گا۔

۲۔ ایک ہی وقت میں تمام روزے زمین کے مسلمانوں کے روزہ رکھنے میں بڑی
حکمت ہے مسلمانوں کی بڑی جماعت کا فرضیہ صیام کو اہتمام کے ساتھ ایک وقت میں
ادا کرنا کمزور طبیعت والوں کے لئے تکلیف دہ اور فریضہ کی ادائیگی میں
تربہ کار ثابت ہوتا ہے۔ ایک عالم گیر روحانی ماحول اور ایک عمومی ذہنی فضا پیدا ہو
جائے جو قلوب و ارواح کے لئے موسم بہار کی سی تاثیر رکھتی ہے جس کا مقور ڈی توجہ
سے ہر چیز میں نشوونما پیدا ہونے لگتا ہے مسلمانوں کے اس روحانی فریضہ میں مشغول ہونے
سے کل وقتی انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے اور عوام کے آئینہ دل پر انوار کا انوکھا ہوتا
ہے۔ مسلمان عالم کے جس گوشہ میں ہوں کہ روزہ دارانہ فضا معلوم ہوتی ہے جو اس سے
خود ہی تقاضہ کرتی ہے کہ وہ بھی روزہ دار ہو۔ مسلمان روزہ شکنی کر کے اپنے کو اس

ماحول میں جنسی اور ایک طرح کا مجرم سمجھتا ہے۔

۵۔ ان تمام حکمتوں کی بنا پر سال میں پورا ایک مہینہ روزہ کے لئے مخصوص
کر دیا گیا۔ دوسری خصوصیات کے علاوہ جن کا ہمیں علم نہیں۔ رمضان کی تخصیص کی ایک
کھلی وجہ یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا اور روزہ اور قرآن
میں خاص مناسبت ہے، قرآن چوں کہ عالم غیب اور عالم روحانیت کی چیز ہے اور روزہ
عالم مادی سے بہت حد تک آزادی، قلب و روح میں لطافت اور عالم غیب اور عالم
روح سے ایک طرح کی مناسبت پیدا کر دیتا ہے۔ روزہ دار پر خدا کی صفات کا ایک
پر تو اور اس کی نشان صمدیت کا ایک اثر پیدا ہو جاتا ہے اس لئے قرآن کے دل میں
بسنے اور روح میں پیوست ہونے کا خاص موقع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے
حصے کو مختلف طریقوں سے روزہ میں زیادہ سے زیادہ داخل کیا گیا۔ اور یہی ترویج
کی حکمت ہے۔

۶۔ روزہ زندگی میں ایک ایسا محسوس فرق اور امتیاز پیدا کر دیتا ہے کہ
بے حس سے بے حس انسان کو بھی اپنے سابقہ طرز زندگی، غفلت شکاری اور دنیاوی
انہماک میں تخفیف کا طبعی تقاضہ پیدا ہو جاتا ہے رمضان ایک مہینہ کام دیتا ہے
جو سونے سموی طبیعتوں کو جگانے بجھے ہوئے دلوں کو گرانے آتش محبت کو بھرکانے
اور وہی چنگار یوں کو اچھارنے کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کی فطرت کے
مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ متنوع اور اختلاف کو انسان کے بیدار اور ہوشیار
کرنے اور اس کی گنہ گاریوں کو تیز کر دینے میں بڑا دخل ہے۔
رات دن کے اختلافات کو انسان کی جسمانی روحانی تازگی میں خاص دخل ہے۔
قرآن کہتا ہے۔

وہی جو جس نے بنایا رات اور دن کو ایک ہفتے

هو الذي جعل الليل والنهار حجة

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْتَهِ كَذَّابًا أَرَادَ مَفْكَوْدًا

کا جائزہ دے اس کے جو سوچے اور فکر گزارے
کا ارادہ کرے۔

دوسری جگہ فرمایا ہے :-

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ
اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ آيَاتٍ لِّ
ذِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ
قِيَامًا مَاهُ مَعْتَادًا

بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور اختلاف
نہیں دنہار میں نشانیوں ہیں ان اہل عقل و دانش
کے لئے جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے

جس طرح کہ مادی طور پر رات دن کا اختلاف بہتر صبح کا طلوع انسان میں
ایک شعور، ایک نئی آمدگی اور ظاہر کی طرف توجہ پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح روحانی
طور پر رمضان کی سالانہ آمد مسلمانوں کی بستیوں اور آبادیوں میں روحانیت کا احساس
دینی بیداری، اپنی کوتاہیوں پر ندامت، مجرموں میں اپنے جرائم پر ندامت اور
خدا کی طرف ایک توجہ اور انابت پیدا کر دیتی ہے، اور گناہ دیت لے قلب کو بالکل
بے حسی نہیں بنا دیا ہے تو صد ہا آدمیوں کو توجہ اور اصلاح کی توفیق ہو جاتی ہے۔

رمضان سالانہ احتساب اور اپنی سابق زندگی کا جائزہ لینے کا ایک بہترین موقع
ہے بہر شخص آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ اس نے گزشتہ رمضان سے اس
رمضان تک کسی زندگی گزارا ہے اور اس نے دینی حیثیت سے کہاں تک ترقی کی ہے
۴: رمضان ہر سال ہر شخص کو اپنی سطح سے ترقی دینے کے لئے آتا ہے جو شخص
جس سطح تک پہنچ گیا ہے، خواہ وہ سطح کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو اس سے بلند کرنے
کی طاقت اس میں موجود ہے بہر شخص عمل، روحانیت، ذکر و عبادت، تعلق باللہ
اخلاص، جفا کشی و مہلکہ، زہد و قناعت، ایثار، بخواری اور مواصلت کی جس منزل
مقام پر بھی ہے ہر نیا رمضان اس کو اس سے آگے بڑھانے کے لئے اور زیادہ بلند

کا شوق دلانے کے لئے آتا ہے۔ رمضان کی ساخت رمضان کا نظام، رمضان کے اجزاء
رمضان کے مشاغل اور رمضان کا ماحول ایسا بنایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے کو ترقی دینے
کا موقع حاصل ہوتا ہے مادی موانع و تقریباً دور ہو جاتے ہیں، ذکر و عبادت میں جذبہ
مساہقت پیدا ہوتا ہے۔ اچھے دینداروں اور روزہ داروں کا ساتھ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ کا زیادہ سے زیادہ موقع ملتا ہے قلب روح میں لطافت
پیدا ہوتی ہے، غرض وہ سارے مواقع بہم پہنچ جاتے ہیں جو انسان کی روحانی ترقی
اور اصلاح کے لئے ضروری اور مفید ہیں اور ہر شخص کو اپنی سطح کے مطابق ترقی ہوتی ہے

۸: رمضان کے روزے کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ اطاعت الہی
کا ایک کھلا ہوا مظہر ہے اس سے بڑھ کر اطاعت کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ نعمتوں کی
موجودگی میں اور ہر چیز کے استعمال کی قدرت کے باوجود محض امتثال حکم کے لئے
آدمی اپنے ہونٹوں پر قفل لگا لیتا ہے۔ یہ قفل اللہ کے حکم ہی سے کھاتا ہے اور اللہ کے
حکم سے نکتا ہو جب نہ کھانے کا حکم ہو اس وقت کھانا گناہ اور جب کھانے کا حکم
ہو جائے تو اس وقت تعمیل ارشاد میں دیر کرنا غلطی ہے۔ اسی لئے آفتاب کے غروب
ہو جانے کے بعد افطار کرنے میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۹: روزہ میں جب وہ چیزیں بھی ممنوع ہو جاتی ہیں جو روزہ کے عسلاوہ
حے سماں و طبیعت ہیں اور روزہ کے بعد ہمیشہ حلال و طیب رہیں گی تو وہ چیزیں
کیسے ممنوع نہ ہوں گی جو روزہ سے پہلے بھی حرام اور ممنوع تھیں اور روزہ کے
بعد بھی حرام اور ممنوع رہیں گی یعنی غیبت، لڑائی، جھگڑا، گالی گلوں، بے حیائی، جھوٹ،
روزہ کی روح یہ ہے کہ تمام گناہوں سے اجتناب اور نفست سے بچنا اور روزہ کے
درمیان میں ان سے مکمل اجتناب ہو اگر صرف کھانے پینے سے روزہ رہا اور تقویٰ
نہ پیدا ہوا تو ایک بے روح روزہ ہے جو صرف ڈھانچہ ہے اس میں روح نہیں ہے اس لئے حدیث میں
فرمایا گیا ہے: قَوْلُ الْمَرْءِ كَمَلٍ بِفَيْسٍ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدْعَاهُ وَيُؤْتِيَهُ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علامہ سید سلیمان ندوی

لباس | لباس کے متعلق کسی قسم کا التزام آپ کو نہ تھا، عام لباس، چادر قمیص اور تہبند تھی، پاجامہ کبھی استعمال نہیں فرمایا لیکن امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے منا کے بازار میں پاجامہ خرید لیا تھا، حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ استعمال بھی فرمایا ہوگا، موزوں کی عادت نہ تھی، لیکن سببائی نے جو موزے بھیجے تھے آپ نے استعمال فرمائے، عمامہ کا ستملہ کبھی دوش مبارک پر کبھی دونوں شانوں کے بیچ میں پڑا رہتا تھا، عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا، عمامہ کے نیچے سر سے لٹھی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی اور ٹوپی کبھی استعمال نہیں فرمائی۔

لباس میں سب سے زیادہ مین کی وھاری دار چادریں پسند تھیں جن کو عربی میں حبرہ کہتے ہیں، بعض اوقات شامی عبا استعمال کی ہے جس کی آستین اس قدر تنگ تھی کہ جب وضو کرنا چاہا تو چڑھ نہ سکی، ہاتھ کو آستین سے نکالنا پڑا۔

غذا اور طریقہ طعام | اگرچہ ایثار اور قناعت کی وجہ سے لذیذ اور پر تکلف کھانے کبھی نصیب نہ ہوتے یہاں تک تمام عمر آپ نے چپاتی کی صورت تک نہیں دیکھی تاہم بعض کھانے آپ کو نہایت مرغوب تھے، سرکہ، شہد، حلوہ، روغن،

زیتون، لوکی خصوصیت کے ساتھ پسند تھے سالن میں لوکی ہوتی تو پیالہ میں اس کی قاشیں انگلیوں سے ڈھونڈتے تھے، ایک دفعہ حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے بولیں، سرکہ، زرنما یا جس گھر میں سرکہ ہو اس کو نادار نہیں کہہ سکتے، عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جس کو حمیس کہتے ہیں، یہ گھی میں پیزا اور کھجور ڈال کر پکا یا جاتا ہے آپ کو یہ بہت مرغوب تھا۔

ایک دفعہ حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہم کو وہ کھانا پکا کر کھلاؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا بولیں تم کو وہ کیا پسند آئے گا؟ لوگوں نے اصرار کیا تو انہوں نے جو کھا آٹا پیس کر ہانڈی میں چڑھا دیا اور پے روغن زیتون اور زریہ اور کالی مرچیں ڈال دیں، پک گیا تو سب لوگوں کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کی محبوب ترین غذا تھی۔

گوشت کے اقسام میں سے آپ نے دنبہ، مرغ، بٹیر، اونٹ بکری، بھینر، گورخر، خرگوش، چھٹی کا گوشت کھایا ہے، دست کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا۔ حضرت صفیہ کے نکاح میں جب آپ نے دلیمہ کا کھانا کھلا یا تھا تو صفیہ کھجور اور ستوتھا۔ تر بوڑ کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے، تلی لکڑیاں پسند تھیں۔

دودھ اور شربت | ٹھنڈا پانی نہایت مرغوب تھا، دودھ کبھی خالص نوش فرماتے اور کبھی اس میں پانی ملا لیتے، شہد، کھجور، انور پانی میں بھگو دیا جاتا کچھ دیر کے بعد پانی نوش جان فرماتے۔

معمولات طعام | دسترخوان پر جو کھاتا اگر ناپسند ہوتا تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے لیکن اس کو ہار نہ کہتے، ادھر ادھر ہاتھ نہ بڑھاتے اور اس سے اوروں کو بھی منع فرماتے، کھانا کبھی منہ پر یا تکیہ پر ٹیک کر نہ کھاتے اور اس کو ناپسند فرماتے، میز پر کبھی نہیں کھایا، کھانا صرف تین انگلیوں سے کھاتے گوشت کو کبھی کبھی

پھری سے کاٹ کر بھی کھاتے۔

رنگوں میں زرد رنگ بہت پسند تھا۔ حدیثوں میں ہے کہ کبھی کبھی مرغوب رنگ | آپ تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ بھی اسی رنگ کا رنگوا کر پہننے

سفید رنگ بھی بہت پسند تھا۔ فرماتے تھے یہ رنگ سب رنگوں سے اچھا ہے۔
نام مرغوب رنگ | سرخ کپڑے پہن کر آئے تو فرمایا کہ یہ لباس ہے۔ عبد اللہ نے جا

کر آگ میں ڈال دیا۔ آپ نے سنا تو فرمایا جلانے کی ضرورت نہ تھی کسی عورت کو دیدیا ہوتا۔
ایک دن ایک شخص سرخ پوشاک پہن کر آیا تو آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب نہیں

دیا۔ ایک دفعہ صحابہ نے سواری کے اونٹوں پر سرخ رنگ کی چادریں ڈال دی تھیں۔ آپ نے فرمایا میں یہ دیکھنا نہیں چاہتا کہ یہ رنگ تم پر چھپا جائے فوراً صحابہ تیزی سے دوڑے اور چادریں اتار کر پھینک دیں۔

خوشبو کا استعمال | خوشبو آپ کو بہت پسند تھی کوئی شخص خوشبو کی چیز نہ لیتے بھیجتا تو کبھی رد فرماتے صحابہ کہتے ہیں کہ جس گلی سے آپ نکل جاتے وہ معطر ہو جاتا اگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے

کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے۔ اور عورتوں کی ایسی کہ خوشبو نہ پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے۔
سادگی اور بے تکلفی | معمول تھا کہ علبس سے اٹھ کر گھر میں تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی

ننگے پاؤں چلے جاتے اور جوتی وہیں چھوڑ جاتے یہ اس بات کی علامت تھی کہ چھوڑا پس تشریف لائیں گے۔ روز روز کنگوا کرنا پسند فرماتے تھے ارشاد تھا کہ ایک دن بیچ ذکر کنگوا کرنا چاہیے۔ کھانے پینے پہننے اور اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے کسی چیز میں لطف نہ تھا۔ کھانے میں جو سامنے آتا تناول فرماتے پہننے کو جو موٹا سمجھو مائل جاتا ہیں

لیتے زمین پر چٹائی پر فرش پر جہاں جگہ ماتی بچھ جاتے آپ کے لئے آٹے کی بھوسی کھی صاف نہیں کی جاتی تھی، گرمی کا تکرار کٹر کھلا رکھتے تھے لباس میں نالیش کو پسند فرماتے تھے سالانہ نالیش سے آپ طبعاً نفور تھے۔

امارت پسندی سے نفرت

ایک دفعہ کسی غزوہ سے آپ واپس تشریف لائے حضرت عائشہ نے بطور خیر مقدم کے گھر کی دیوار

پر پردہ لٹکا دیا تھا آپ گھر کے اندر داخل ہوئے تو حضرت عائشہ نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اور چہرہ مبارک سے ناراضی کے آثار ظاہر ہونے لگے اس کے بعد آپ پردے کی بیٹون بڑھے اور اس کو چاک کر کے فرمایا کہ خدا نے ہم کو اینٹ اور پتھر کے منڈھنے کے لئے برکت نہیں دی ہے۔

صبر و ضبط

احادیث میں آپ کی فاقہ کشی اور تنگدستی کے واقعات نہایت کثرت سے منقول ہیں ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ سخت بھوکا ہوں آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے یہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو جواب آیا کہ گھر میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ نے دوسرے گھر کو بلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا مختصر یہ کہ اٹھ لو گھر میں پانی کے سوا کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے شکم کو پتھر سے گس کر باندھا ہے سبب پوچھا تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا بھوک کی وجہ سے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا مدظلہ العالی کی بہترین کتاب
 رمضان المبارک کی فضیلتوں اور ان عظیم الشان نعمتوں کے بیان میں اس
 کے ساتھ شب قدر اور اعجاز کا بیان آسان زبان میں۔
 قیمت: ایک روپیہ
فضائلِ رمضان
 مکتبہ اسلام گون روڈ لکھنؤ

ماہِ صیام آیا

آگیا ماہِ صیام
روح پرورد روزِ شب
اک بہارِ جاں فرزا
بہر قدم نور و سرور
رحمتیں ہی رحمتیں
و امونے جنت کے در
شرذلیل و خوار ہے
دل میں مستی جزب و شوق
دن کو روزہ کا عمل
سحری و افطار کا
روزہ داروں کا یہی
اک سرِ پاخیرِ شب
لیلۃ عفو و کرم
مردہ رحمت لئے
صوف بھونکے روح ملک
طالبِ خیر و کرم
کر لے اپنی آج تو

لے کے جنت کا پیام
برکتوں کے صبح و شام
آگنی مسّتِ خدram
بہر نفس صدقے مشام
مغفرت کا اذن عام
آتش و دوزخ حرام
ہیں شیاطین زبردram
لب پہ پاکیزہ کلام
رات کو ذکر و قسام
انتظام و استقام
مشغیلہ سے صبح و شام
ہو شب بیدار ہر نام
خیر تک امن و سلام
برکتوں کے لیے حرام
ہوتے ہیں نازل تمام
اٹھ کے لے کا سول کلام
مغفرت کا انتظام

(عکس نامہ رضوان)

لے کے رحمت کی بہار
آگیا ماہِ صیام



حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورؐ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جنت
کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر
سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے پھر جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی
ہے تو عرش کے تیجے سے ایک ہوا اچلتی ہے جس کا نام میسرہ ہے جس کے جھونکوں کی وجہ سے
جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بچنے لگتے ہیں ایسی دل آویز سربلی
ادار نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی
خودیں اپنے مکان سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر کہتی ہیں کہ کون
ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ شانہ ہم سے جوڑ دیں پھر وہی
خودیں جنت کے دار و غمر رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ بیک کہہ کر جواب
دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ جنت کے دروازے محمدؐ کی امت کے لئے
آج کھول دیئے گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ اچھی
اللہ علیہ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور جبرئیلؑ کو حکم دے
ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کر دو اور گھلے میں مہوق ڈال کر دریاں پھینک دو

کہ میرے محبوب محمد کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کروں ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں کوئی ہے مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں کوئی جو غنی کو قرض دے ایسا غنی جو نادار نہیں ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا، حضور نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دن لاکھ آدمیوں کو جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے ان کے برابر میں ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبریل کو حکم دیتے ہیں وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز چھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دو بازو ہیں جن میں سے صندل دوا بازو کو اسی رات کھوتے ہیں جن کو مشرق و مغرب تک پھیلا دیتے ہیں پھر حضرت جبریل فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو۔ اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو جبریل آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ چار شخص کون ہیں ارشاد ہوا ایک وہ شخص جو شہاب کا عادی ہو، دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو تیسرا وہ شخص

جو قطع رحمی کرنے والا اور نانا توڑنے والا ہو چوتھا وہ شخص جو کلمہ رکھنے والا ہو اور اس میں قطع تعلق کرنے والا ہو پھر جب عید لفظ کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر انعام کی رات سے لیا جاتا ہے اور جب صبح کو عید ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں وہ اتر کر تمام گلیوں راستے کے سرے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سن سکتی ہے پکارتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کریم رب کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑا قصور معاف فرمانے والا ہے پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں کے بدلے اور تراویح کے بدلے اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے مخاطب ہو کر ارشاد ہوتا ہوں کہ اے میرے بند و مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم آج کے دن اس اجتماع میں اسپی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر رکھوں گا میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر تامل کرتا رہوں گا یعنی ان کو چھپاتا رہوں گا میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم تمہیں حجروں (کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا بس اب بختے بختائے اپنے گھر کو لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ تو فرشتے بھی اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہوئے ادا کھل جاتے ہیں۔

ذہینے کے لیے قرآنی

(سید محمد انس ندوی)

تاریخ اسلام میں مسلم خواتین کے بے شمار ایسے واقعات ملیں گے جو سنہوں حرفوں سے بکھنے کے قابل ہیں انہوں نے اللہ کے راستے میں ایثار و قربانی، ایمانی طاقت و روحانی قوت کے شاندار اور بے نظیر کردار کئے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ سب سے خصوصاً مسلم خواتین کے لئے بہت ہی عبرت آموز ہے۔ آپ بنو مخزوم کے ایک سردار کی بیٹی تھیں اور آپ کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اسلام کے جانناز سپاہی اور بہرکار خیر میں پیش قدمی کرتے تھے۔

مشرکین ہلکا کا ظلم و ستم اور ان کی زیادتیوں سے بڑھ گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ ہجرت کا حکم فرمادیا ان ہماجرین میں ام سلمہ اور ابو سلمہ بھی تھے ایک عرصہ تک حبشہ قیام کے بعد دوبارہ مکہ واپسی ہوئی تو ابو طالب کی پناہ میں رہنے کی اجازت مل گئی۔ پھر جب مدینہ ہجرت کا وقت آیا تو اس بار بھی حضرت ابو سلمہ اور ام سلمہ نے پیش قدمی کی۔ سعادت حاصل کی اور اپنے چھوٹے بچے سلمہ سمیت ایک اونٹ پر مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے حضرت ام سلمہ کے گھر والوں نے ابو سلمہ کو ہجرت کرتے دیکھا تو راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور کہا اے ابو سلمہ! تم اپنی جان کے مالک ہو، تمہارا جہاں جی چاہے جاؤ لیکن ہم اپنی بیٹی ام سلمہ کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ام سلمہ کو اونٹ سے اتار لیا اور اپنے گھر

لے جانے لگے جب یہ حال ابو سلمہ کے گھر والوں نے دیکھا تو انھیں بھی غصہ آیا اور کہنے لگے اگر آپ لے گئی اپنی لڑکی کو روکنے کا حق رکھتے ہیں تو یہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے پاس ہرگز نہ رہنے دیں گے اور جب بچے کو ماں کی گود سے چھین لیا اور چلے بیٹے اب صرف ابو سلمہ کے ان کے سامنے سوائے مدینہ کے رخ کرنے کے اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ تقدیر نے میاں بیوی اور بچے میں تفریق پیدا کر دی تھی اس موقع پر حضرت ابو سلمہ نے محض دین کی خاطر اٹل و قربانی کا جو نادر نمونہ پیش کیا وہ نہایت عظیم ہے دین کی خاطر بیوی بچے کی محبت کو قربان کر دیا اور کسی کی کچھ نہ پر واہ کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا مدینہ طیبہ پہنچ کر اس کے قریب ہی ایک سستی قبا میں قیام کیا۔

ادھر حضرت ام سلمہ بہت ہی بے چین اور پریشانی کے عالم میں دن گزار رہی تھیں۔ روزانہ صبح گھر سے نکلتیں اور البطحہ جو کہ کے قریب ہی ایک کشاہہ جگہ پر جا کر بیٹھتیں اور دعا کرتیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔ روزانہ کا یہ معمول بن گیا تھا۔ اس طرح ایک سال گزر گیا ایک دن وہ حسب معمول بیٹھی رہ رہی تھیں کہ اچانک ان کے چچا زاد بھائی کا ادھر سے گزر ہوا۔ انھوں نے جب ام سلمہ کو روٹے ہوئے دیکھا تو انھیں بہت ہی دکھ ہوا اور میرے ام سلمہ کے گھر پہنچے اور ان لوگوں کو سمجھا بھجا کر بنا لیا، حضرت ام سلمہ کو اپنے شوہر کے پاس چلے جانے کی اجازت مل گئی، دوسری طرف حضرت ابو سلمہ کے گھر والوں نے بھی سلمہ کو بھی واپس کر دیا۔ لہذا وہ ایک اونٹنی پر بیٹھ اپنے بچے جگر کے تن و تہتا چل پڑیں صرف اپنے ایک شیر خوار بچے کے ساتھ اتنا طویل سفر کرنا ان کی انتہائی درجہ کی قوت ایمانی شجاعت اور عظمت نفس اور توکل علی اللہ کی واضح دلیل ہے انھیں کی زبانی دافنہ ہجرت سنئے۔

فرماتی ہیں میں نے سفر کے لئے اونٹ تیار کیا اور سلمہ کو گود میں لے کر سوار ہو گئی اور شوہر کی تلاش میں مدینہ کی طرف چل پڑی۔ سوائے خدا کے میرا کوئی سہارا نہ تھا۔

راستے میں کوئی قابل اعتماد اور معتبر شخص نظر آتا تو اس سے درخواست کرتی کہ وہ مدینہ تک میری رہنمائی کر دے لیکن کسی نے ساتھ نہیں دیا جب مقام تیغیم پر پہنچی تو وہاں عثمان بن طلحہ مل گئے انھوں نے پوچھا آپ کہاں جا رہی ہیں؟ میں نے کہا اپنے شوہر کی تلاش میں مدینہ جا رہی ہوں پھر پوچھا پھر سے ساتھ کوئی اور نہیں ہے؟ میں نے جواب دیا سوائے اللہ کے کوئی نہیں! یہ سن کر انھوں نے کہا تب تو تمھارا تمہارا سفر مناسب ہے اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلے۔ فرماتی ہیں میں نے عثمان جلیانیک و صاحب شخص سے یہ دیکھا جب منزل آئی اور اتنا ہوتا تو وہ اونٹ کو بچھاتے اور دو رہت جاتے یہ اترتی تو اسے دو رلیجا کر اس کا کجاوہ کھولتے اور اونٹ کو کسی درخت سے باندرہ دیتے اور خود کسی درخت کے نیچے سونے کے لئے لیٹ جاتے پھر جب کوچ کا وقت ہوتا تو کجاوہ وغیرہ درست کر کے ہٹ جاتے جب میں سوار ہو جاتی تو نکیل پکڑ کر چل دیتے راستے بھر اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ قبا کے قریب پہنچ گئے تو کہا تمہارا شوہر اسی بستی میں مقیم ہیں چلی جاؤ اور خود مکہ کی طرف واپس ہو گئے!

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے راستے میں جتنی مصیبتیں ابو سلمہ کے اہل پر نازل ہوئیں شاید کسی مسلمان کے گھر پر آئی ہوں اور نہ میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ کسی شخص کو شکر پایا۔

اس مختصر مگر اللہ اور رسول کی محبت میں اور دین و اسلام سے شدید تعلق سے بھر پور واقعہ کی نظیر غیر اسلامی تاریخ میں شاید ہی ملے۔ اس واقعہ سے عرب مسلم خواتین کے اپنے گناہوں کی شجاعت و بہادری اور بلند مقصد کے حصول کے لئے جان و مال کی بازی لگانا دیکھنا اور خطرات کا اندیشہ بھی نہ کرنا صاف ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان بن طلحہ کا کردار جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے عربوں کے شریفانہ برتاؤ و عفت و پاکبازی اور مظلوم کی مدد و نصرت کا کھلا ہوا مظہر ہے۔ حضرت عثمان بن طلحہ کی

عفت و حمیت نے یہ گواہ نہیں کیا کہ ایک بے سہارا عورت کو اتنا طویل سفر کرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیں اگرچہ وہ جانتے تھے کہ ام سلمہ ان کے دین سے پھری ہیں اور وہ اگر محبت کر کے مدینہ پہنچ جائیں گی تو وہاں سے انھیں کے خلاف آواز اٹھائیں گی لیکن اس کے باوجود ان کے اظہان کرنا نہ اور خاندانی شرافت نے ان کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ ان کی مدد کریں اور مظلوم کو بے سہارا نہ چھوڑیں۔

آج اس بیسیویں صدی اور تہذیب تمدن کے دور میں جب ہم اپنے ماحول و معاشرے کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو کہیں لوٹ مار ہے تو کہیں غارتگری نہ کسی کا مال محفوظ نہ عزت و ابر و ہر شخص اپنے کو ہمد وقت اندیشے و خطرات میں گھرا ہوا محسوس کرتا ہے، یومیہ اخبارات میں ایسے شرمناک واقعات کی تفصیل چھپتی رہتی ہے جس سے انسان چیخ اٹھے اور شرم سے اس کا سر جھک جائے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی عشق نبوی میں ڈوبی کہنا

کاروانِ مکینہ

مولانا غلام کے ان مضامین کا مجموعہ جن کا تعلق جذباتِ محبت سے جو اس دل سے تعلق رکھتے ہیں جو عشقِ نبوی میں لبریز ہے اس کتاب کو پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو جائیے۔

بہترین خولہ آفٹ کی طباعت قیمت محلہ ۱۲ روپے

مکتبہ اسلام گونڈو روڈ کھنڈو

ملنے کا پتہ :-

اللہ کے گھر جانے والوں کیلئے ایک بہترین کتاب

حج و مقامات حج

مقدمہ



از

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

مولانا محمد رابع ندوی

اس کتاب کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں

یہ کتاب دو پہلوؤں کی جامع ہے اس میں بقدر ضرورت مسائل و احکام بھی ہیں
ہدایات مشورے بھی ان مقامات کا تعارف بھی جن سے حج کا واسطہ پڑتا ہے اور ان جگہوں
قریبی تعلق رکھتے ہیں امید ہے کہ عازمان حج کو اس سے مدد بھی ملے گی ان کی معلومات میں اضافہ
بھی ہوگا اور وہ ایک بہانہ حاصل اور مانوس رہیں اور ایک تجربہ کار فرقہ کا کام دے گی
اللہ تعالیٰ مصنف کی سعی مشکور فرمائے اور حجاج کرام کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے

بہترین طباعت • اچھا کاغذ • قیمت صرف پانچ روپیہ مع نقشہ جابت

مکتبہ اسلام گون روڈ لکھنؤ

اجالا یا اندھیرا

رعقیدہ رافع عثمانی بی. اے

تبدیلی نو کے بیابان میں زندگی عریاں ناچ رہی جو پڑھنے سے بے باک نگاہیں جسم کے
رگڑے میں ترقی جاتی ہیں یہاں کسی پر کوئی پابندی نہیں کوئی رکاوٹ نہیں جسے بالکل اڑا
ہے جس کے خمیرا راہ چلتے ملتے ہیں ڈھونڈنا یا تلاش کرنا نہیں پڑتا اور جس کی قیمت بھی کچھ
نہیں صرف ایک دلنواز مسکراہٹ۔

یہ مستی یہ عریانی میں غرق زندگی کیا عورت کی تکمیل ہے؟ کیا یہی مقصد حیات ہے جس
نے پکارا اس کی بانہوں میں جاگری ذرا سی مسکراہٹ پر اپنا سب کچھ لٹا بیٹھو اس کا وقار اس کی
عظمت اور سب سے بڑھ کر اس کی حیا، عصمت اور اس کی پائی کو کس نے داغدار کیا کس چیز
نے اس کو بلند یوں سے پھیر پھول کی طرح ڈھکیل دیا ہے، حیا جو کہ عورت کا زیور ہے اور اس کو
نصف ایان کہا گیا ہے وہ اس زیور سے کیوں محروم ہوگئی یہ چند سوالات ذہن کے پردے
میں کلبلاتے ہیں اور بعض وقت وہ دل میں جھگیاں مے نے کر پوچھتے ہیں پوچھو جواب دو ایسا
کیوں ہوا؟ تب آنکھوں کے سامنے ایک پردہ سا آجاتا ہے اور اس پر محرک ایک ہی جوا
ہوتا ہے قدرت کے قانون سے انحراف کا انجام۔ قانون قدرت کو چاک کرنے والے ہاتھ خود
ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں مگر قانون قدرت نہیں بدل سکتا۔ یہ گھومتی ہوئی زمیں جس پر
چکر لگاتی ہوئی زندگی اگر فطرت سے مقابلہ کرنا چاہے تو ناگزیر ہے۔

وہ قانون قدرت کیا ہے جس کو چاک کرنے کی یہ سزا ملی کہ عورت اپنا مقام کھو

بھی آئے اس پر ایک سرسری نظر ڈالیں اس پر غور کرنے کے لئے ہمیں تاریخ کے وہ اوراق
 شاہوں کے جن کے صفحات پر کہیں عورت قید و بند میں جکڑی ہوئی سسکتی ہوئی نظر آتی
 ہے کہیں وہ غلاظت کا صفت ایک ڈھیر دکھائی پڑتی ہے۔ ذیل سے ذلیل چیز سے وہ تعبیر
 کی گئی جو مسیحی تصور کی ترجمانی تر تولیان (TERTULLIAN) ایک عیسائی عالم کے
 الفاظ میں دیکھیے۔

”وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ سب ممنوع کی طرف لیجانے والی خدا کے قانون
 کو توڑنے والی خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی ہے۔“
 اس کا اپنا کچھ مقام نہیں سماج میں کوئی حق نہیں۔ وہ کسی چیز کی دعویٰ نہیں۔
 محض لونڈی اور گنیز کی شکل میں مرد کی ہر خواہش کے آگے تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ سقراط
 جیسے دانائی رائے بھی عورت کے لئے اچھی نہیں اس کا کہنا ہے۔
 ”عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی کوئی چیز دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔“
 یوحنا حضرت عیسیٰ کے مشہور حواری فرماتے ہیں۔
 ”عورت شکر کی بیٹی اور سلامتی کی دشمن ہے۔“

عورت کی تصویر اس دور کی جو جب یورپ کے ممالک اپنی تہذیب پر نازاں تھے یونان
 و روم جو تہذیب کے گہوارہ تھے مگر ان کی ہر ہر دنیا میں عورت کے لئے کوئی جگہ نہ تھی وہ
 دستگی کا سامان تھی ایک نہایت حسین اور نازک کھلونا جس سے مرد جب چاہتا کھیلتا اور جب
 چاہتا اپنے ہاتھوں توڑ کر پھینک دیتا مگر اس غریب کو آف تلک کرنے کی مجال نہ تھی یہ برابر
 انداز و ہمایا سلوک ابتدائی عیسویت سے لیکر انیسویں صدی تک عورت کے ساتھ روا
 رکھا گیا۔

وقت بدلا حالات نے کروٹ بدلی اور مرد کو اپنے منظم کا احساس ہو گیا اور یہ
 ”تلافی کی بھی قیظالم نے کیا کی“

اس کا ازالہ اس نے خوب کیا اب جو اس نے کروٹ بدلی تو عورت کو ترقی کے آسمان پر
 لا بٹھایا تہذیب کی اتنی اونچائی پر پہنچا دیا جہاں سے خود اس کا اتنا یا خود عورت کا اتنا
 ایک امر محال ہے۔ آج کی عورت دفتروں اور اسپتالوں، کارخانوں، تجارت کے میدان کھیل کود
 سیر و تفریح اور رقص و موسیقی ہر میدان میں نظر آتی ہو اور اب وہ اس قدر آگے بڑھ
 چکی ہے کہ پیچھے ہٹنے پر تیار نہیں۔

ان دو راستوں کے درمیان ایک تیسرا راستہ نکلتا ہے، متوازی اور ہموار نہ
 پڑتی اور نہ دشوار۔ عین مرضی الہی کے مطابق اور وہ جو اسلام کی صراط مستقیم اسلام
 ایک ایسا جامع نظام فطرت کے گرا آیا ہے جو کہ عورت کو اس کا صحیح مقام بتاتا ہے۔
 وہ عورت کو نہ تو تاریکی کے سمندر میں غرق کرنے کو تیار ہے اور نہ دنیاوی زندگی کے
 آخری زمین پر لیجانے کے لئے مجبور۔ وہ سکون اور اطمینان کی زندگی ایسی زندگی کی
 طرف لیجاتا ہے جس سے روح اور جسم دونوں اللہ کی اطاعت اور بندگی پر نازاں
 ہو جاتے ہیں اور اس کی مرضی ہی زندگی کا عین مقصد ہو جاتی ہے۔ وہ راستہ عورت
 کی عظمتوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اسلام نے جو عورت کو مقام بخشا ہے اسی کی طرف
 اشارہ کرتا ہے۔

صفت نازک و ہر کی تاریخ کا وہ باب ہے
 جس کا ہر نقطہ حریف کو ہر نایاب ہے

مغربی تہذیب اس کی عربیانی بیجیائی اور عورت کی عزت و عجمت کی حفاظت کا علاج
 اسلام چودہ سو برس پہلے ہی بتا چکا ہے اس نے تمام برائیوں سے روک دیا ہے دریاں میں
 صرف ایک آڑ کر کے وہ ہے پردہ۔“

”اور عورتیں اپنی زینتیں نہ ظاہر کریں سوائے اس کے کہ جو خود ظاہر ہے۔“
 (قرآن شریف)

طنز یہ

غفور میاں نے روزہ رکھا

تخلص بھوپالی ۱۹۰۹

اس سال بھی گذشتہ سال کی طرح غفور میاں نے اکتیسواں روزہ رکھ لیا چونکہ پچھلے سال روزہ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی اسلئے اس سال غفور صاحب کو کچھ مزید احتیاطی تدابیر اختیار کرنا پڑیں مثلاً سحری سے پہلے پانچ روٹیاں پاد بھر دیا اور چار گلاس پانی منہ میں اتار لیا پھر گولے کے چلنے تک دس پندرہ بیٹریاں پیتے رہے سحری کے بعد فجر ادا کرنے میں مسرت گئے مشکل کشا روزہ آسان دعائیں ہی مانگیں۔

لیکن اس مرتبہ غفور میاں نے اپنا تقارن کرا کر زیادہ تفصیلی دعائیں مانگیں چونکہ پیر صاحب نے اس مرتبہ غفور میاں کو مشورہ دیا تھا کہ ہر سال جو بھتیس روزہ کا تاؤ لگتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بھتھاری روزہ آسان دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں چونکہ اتنے بڑے شہر میں ایک تم غفور میاں تو ہو نہیں کیا عجب کہ بھتھاری دعاؤں سے کوئی دوسرا غفور میاں استفادہ کر رہا ہو مانگ تم رہے ہو اور ہل کسی دوسرے کو رہا ہی پیر صاحب کی بات سمجھیں آئی چنانچہ ناز فجر کے بعد غفور میاں نے اپنا حقوڑا بہت بھاری کر کے ہونے اللہ سے دعا مانگی۔

اے بار الہا میں وہی غفور میاں ہوں جس نے اپنا مکان رتن لال سیٹھ کو ادا کرنے پونے فروخت کر دیا تھا اور اس رقم کو دو گنا کرنے کے بہانے وہ بد قومیاں جھاڑا کھوٹا پارا تر گیا تھا میرے محبوب وہی غفور میاں جس کے کرایہ کے مکان میں جگن ناتھ تیلی کے دو موٹے بے

آیت حجاب میں صاف اور کھلا ہوا اعلان ہو رہا ہے کہ عورت کی ذہنیت اس کا ادب ہی لباس نہیں بلکہ وہ لباس حقیقی ہے جو قدرت کا عطا کردہ ہے اور یہ عطا کردہ لباس جس پر نظر تک ڈالنے کا ہر کس و ناکس مجاز نہیں۔ اسی لئے اسلام نے پردہ کو ضروری قرار دیا بشرعی حدود عائد کیں اور ان کو توڑنا گویا اسلام کے قانون کو توڑنا اللہ کی مرضی سے بغاوت کرنا نہیں تو پھر کیا ہو اور اسی بغاوت کا انجام عورت کی ذلت رسوائی اور اس کی ہستی کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

پردہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت پر پھر روشنی ڈالوں گی اس وقت تو اس طوفان سے اپنی بہنوں کو آگاہ کرنا ہے جو مغرب میں عورت کا سب کچھ بہا لے گیا ہے اور اب اس کے ہر بے اثرات ہماری طرف بھی بڑھ رہے ہیں اس آفت کو روکنے کے لئے یا اپنے بچوں کو بچانے کے لئے ہمیں کون سا قدم اٹھانا ہے کیا احتیاطی تدابیر کرنی ہے اور اس میں اسلام کس طرح مواد ہے اس پر غور کرنا چاہئے۔

یہ تیری تمذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیاں بنے گا ناپائیدار ہوگا
(علامہ اقبال)

آسمان صحافت کا روشن ستارہ

الْبَدْر

ادب نامہ

الْبَدْر • مسلک اہل سنت کا داعی ترجمان اور نقیب ہے
الْبَدْر • دینی مضامین کا حسین گلدستہ ہے
الْبَدْر • شرک و بدعت اور رخصت کے خلاف اعلان جہاد ہے
قیمت ایک پیسہ
چندہ سالانہ
۱۲ روپے
ماد نامہ "الْبَدْر" کا کوری ضلع لکھنؤ

دن رات جتنا سنا گیا کرتے ہیں تیرے دیکھتے دیکھتے پورے مکان کی کھپری توڑ پھوڑ دینے
 لیکن میرے محبوبی نے آج تک بھی جگن ناتھ تیلی سے شکایت نہیں کی کہ کہیں ہندو مسلم فساد نہ ہو جا
 اے پاک بے نیاز میں وہی تیرا غفور میاں ہوں جس کی چھپے سال دعا مانگتے مانگتے
 بھکی لگ گئی تو دو سپاہی کو توانی پکڑ کر لے گئے تھے مگر مفلس دیکھ کر پھپھوڑ دیا اور اے
 مجبور وہی غفور میاں جو بہرہ زرا مانا تھی گی گائے کو ایک روٹی کھلاتا ہے اور جس روز
 نانا کر دیتا ہوں تو زرا مانا تھم آکھیں نکال کر کو توانی میں رپورٹ کرنے کی دھمکیاں دیتا ہوں
 اے پروردگار میرا یہ مکان رتن لال سیٹھ کی حویلی سے لگا ہے جس کی بہال بھر سے مالک مکان
 نے سفال گردانی نہیں کرائی اور اگر کہو تو صاف کہہ دیتا ہوں کہ خا نصاحب مکان چھوڑ دو
 تکلیف ہو تو لیکن اگر مکان چھوڑتا ہوں در تیرے اس مکان میں رہتا ہوں تو مومن
 آٹھ آنے رات کے حساب سے مانگتا ہوں اب تو خود کہہ میں تو خود دو سپوں سے ہنکا ہوں
 موذن کو کہاں سے آٹھ آنے دوں میرے پروردگار بس اپنے اسی غفور میاں کا اپنا
 روزہ آسان کر دے کہ منستے کھیلنے گزار لوں

روزہ آسان کر دے بڑے پیر کی طرح جو رمضان کے علاوہ عید بقر عید بھی روزہ
 رکھتے ہیں منستے کھیلنے ہیں۔

الغرض غفور میاں نے اس وقت مسجد کو خیر باد کہا جب مؤذن نے ڈانٹ پلائی کہ بس
 ہو گئی دعا گھر جاؤ غفور میاں نے مؤذن کی کرخت آواز سن کر دونوں ہاتھوں کو منہ اور
 سینے پر پھیرا اور دعا ختم کی اور گھر آکر چار پانی پر لیت گئے تقریباً ۹ بجے تک بوٹے بوٹے
 رہے پھر ایک دم اپنی بیگم مریم سے پوچھا کیا کچ رہا ہے بیگم دھور پکھنا گرمی کی لوجیا ہو گیا
 نہ ہو تو اب آٹھ بیٹھو کب تک پلنگ پر پڑے رہو گے، ابھی پورے آٹھ نو گھنٹے میں نظار
 میں۔۔۔۔۔ بیگم اٹھنا توڑ گیا ہی۔۔۔۔۔ بیگم بیگم خوش ہو کر اللہ کا شکر پورا ہی
 تک باروں کو بھوک لگی بند پیاس البتہ سبیری کی طاب ضرور لگ رہی ہو مگر وہ بھی ذرا کم۔

اللہ چاہے تو شام تک نہیں بکے گی۔ سحری کو جیسا کھا یا سو تو بہر افطار تک کا کھا کر بیٹھے
 ہو بھوک کی آگ بکے گنجائش تو ہو ہیٹ میں۔
 باتیں دیکھو بیگم کیسی کر رہی ہو، جلی کٹی اور پھر ابھی میں بے فضول کو کچھ کہہ سُن دو لگا
 تواری پھر دگی، اچھا اٹھو ذرا لوٹے میں پانی بھر دو۔
 "وہ رکھا ہے لوٹا پانی کا" مریم نے تاگے کو دانٹوں سے کاٹ کر سوئی کے ناکے میں بچپتے
 ہوئے کہا۔

"ہم تو ہاں بیگم تمہیں کر کے لپتائے سمجھیں ایسے موقعوں پہ تو اللہ حبت نصیب کرے
 وہ پہلے والی یاد آتی ہیں زلیخا۔۔۔"

"اور میں تمہیں یاد کر کے مردوں کی اللہ نے چاہا (ذرا منگ کر) دیکھو ہمارا بھی روزہ ہے
 قسم سے اللہ بچھ کی باتیں نہ کرو، کس جھاڑ پھیرے نے کہا تھا کہ تم مجھے رکھ لو، کوئی زلیخا بجا
 کر لی ہوتی، کس کے ہاتھ جوڑے تھے" مریم نے جھنا کر جواب دیا۔
 "اب تم مرد جلدی سے تو پھر کر لوں گا زلیخا کو"

غفور میاں بڑے تاؤ میں کہتے ہوئے بیت الخلاء میں گئے، تقریباً دس پندرہ منٹ کے بعد
 نکل کر کہا۔

"اب آؤ گی بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ یہ لوٹے میں پانی ڈال دو مٹکے کا"
 "دیں رکھا ہو مٹکا" مریم نے کہا۔
 "یہ پھر مٹکا، غفور میاں نے ہاتھ کے لوٹے کو مٹکے پر مار کر کہا۔
 "مجھے کیا سب پھوڑ دو، خود لانا پھر بازار سے"

اچھا بس خلق میں زبان پڑی رہنے دو نہیں تو ہم بھی پٹھان ہیں کوئی ایسا دلہنیا
 ہوں، خدا عورت ڈھنگ کی دے تو روزہ رکھے نہیں تو طلاق دیکر پھر اطمینان روزہ رکھے
 اے چلو بھی تمہاری تو روزہ روز کی ہی ہائے ہائے، کہاں میری نگوڑ ماری قیمت بھوٹی
 ہے اس شادی سے تو گھر بیٹھ کر بڑھا پا جائے تو اچھا صبح سے شام تک لڑائی جھگڑے گاں
 گھوج توڑ پھوڑ ہو کر تیری خرابی بچائے روزہ ہے یا اللہ کا عذاب"

” اچھا بس بس کچھ حاجت ہوئی نہ جانے کیا سحری کو کھلا دیا۔“ غفور میاں جلدی سے لوٹے

میں پانی بھر کر بیت اٹھلا میں پہنچے۔

” ایک تو بے حلق خوب ٹھونس لیا، ایسا کہہ رہے ہیں کہ میں نے کچھ کھلا دیا خدا بچائے“
مریم نے غصہ سے تین چار ٹانگے ٹھل کے کرتے میں جلدی جلدی لگاتے ہوئے زیر لب کہا غفور
میاں بھر باہر نکلے مریم نے اٹھ کر لوٹے میں پانی ڈالا اور غفور میاں بھر شروع۔

” کیا بجا ہو گا بیٹے خالی ہو گیا اب کچھ کھوک لگنا شروع ہوئی بیگم۔“
رات میں کتنا کتنا منع کیا تھا کہ بس موافق کھاپی لو مگر نہیں تو نہیں مانے وہ تو ستر
کا زہار ہے نہیں تو ہضہ ہو جاتا۔

” میں پوچھ رہا ہوں کبخت کیا بجا ہے۔“
” دس“

” ہوں غفور میاں نے مڑ مڑا کر کہا۔ ۶ بجے کا کہہ رہا ہوتا تم اور خون خشک کھوٹی
ہوڑا رنے تمہیں تو یہ کہنا چاہئے کہ بس اب روزہ کھولنے میں ایک گھنٹہ رہ گیا ہے مگر تم
کیا جانو اشرفوں کی باتیں غفور میاں تیزی سے کھڑے ہوئے اور دیوار کے سائے پر سپر
مار کر کہا۔ یہ دس بجے ہیں اکیسوں؟ کچھ نہیں تو بارہ کا ٹیم ہو گا قسم ہے پیرا کر نیوالے کی۔“
” چلو خیر بارہ ہی سمجھ لو کسی ترکیب سے تو دل کو قرار آئے۔“

” اچھا شام کو کیا پکاؤ گی یہ اور بتا دو تو میں بھر باہر جا کر روزہ کو بہلا لوں۔“
” تم تو جاؤ باہر سب کچھ پکالوں گی۔“
” قیمہ گوشت، مڑکی بھلیاں پڑا ہوا بھی پکے گا۔“
” ہاں پکے گا۔“

” اس کی دال دھلی ہوئی پاک پڑی ہوئی۔“

” وہ بھی پک جائے گی۔“
” اور کو فتنے پلاؤ۔“

” کل پاد بھر گوشت لاکے دیا ہے اس میں کیا کیا پکے گا۔“

” پھوٹے منہ سے بولونا کہہ اور کتنا چاہئے گوشت؟“

” تم تو اپنی خواہش سے دو تین ترکاریاں پکاؤ اور میں ایک روزہ رکھ لوں تو پھر دیکھو کسی
اکھتی ہو، انشاء اللہ بیگم اس طرح اپنی کمائی ہضم ہونے کی نہیں سمجھیں۔“

” اے اللہ سے ڈرو منہ میں روزہ ہے۔ کدھر آگ لگی دڈو ڈو ترکاریاں پکیں گی، روٹی
چٹنی سے سپٹے بھرنا پڑتا ہو۔“

” زبان دیکھو کسی قینچی کی طرح چل رہی ہے قسم ہے پیدا کرنے والے کی میں بڑا خیال کرتا
ہوں کہ بے ماں باپ کی ہے، نہیں تو کبھی کی طلاق دے چکا ہوتا۔“

” ارے تو دید و نا طلاق بھی تمہیں قسم ہے خدا اور رسول کی، بالکل رحم مرمت کھاؤ یہ کچھ
کہ بے ماں باپ کے مردے کو پال رہی ہوں جس روز چلی گئی تو ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔
لا دارن مات سمجھنا اللہ رکھے سب عزیز میرے پیارے ہیں۔“

” ہاں بہت ہیں عزیز تمہارے پیارے کبھی کسی نے آج تک اٹھ آنے بھی رکھے بھینسی پر آکے؟
غفور میاں کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔“

” کیوں خاں شبرانی، کیا کوٹھری ہی میں گھسے رہو گے ذرا باہر تو نکلو خاں میں نے تم سے
کتن کتنا جھکا، ار تھا کہ کسی ڈاکٹر سے نیند کی گولیاں لا دنیا سحری کو مگر خاں شبرانی میاں اتنا تمہیں کہا
خیال مالک مکان کا صرت چار روپیہ کوٹھری کا کرایہ دیتے ہو۔“

” سب ڈاکٹروں نے انکار کر دیا ایک نے البتہ کہا تھا کہ انیم کھلا دو مگر اتنی رات میں انیم بھی نہیں ملی۔“
” اچھا چھوڑو یا بس سن لیا یہ بتا کیا نچ گیا۔“ ” دادا اس وقت چارج کا عمل ہو گا۔“
” خدا خوش رکھے جی خوش ہو گیا۔ اچھا ذرا بازار چلے جاؤ ایک سٹل لے آؤ مگر خاں کالے خاں کی
بڑی لانا، اس میں نشہ زیادہ ہوتا ہو۔“

” لاؤ دادا پیسے لگا لو بھر مجھے بھی کھانا پکانا ہو۔“
” کیا کیا پکاؤ گے خاں؟ ہمیں بھی تو بتاؤ۔ اس وقت آلو کا بھرتا پکانا اور خوب ہری مرچیں

” ڈال کے کھانا مزہ آجائے گا، اور روٹی ذرا موٹی۔“
” ہاں دادا پیسے دو بٹل لا دوں۔“

” ابھی شبرانی میاں تمہارے اوپر ہارے اٹھ آنے باقی ہیں کرایہ کے۔“